روزے کا فلسفہ

<"xml encoding="UTF-8?>

روزے کا فلسفہ

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) (۱) .

ترجمہ: اے صاحبان ایمان تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے والوں پر لکھے گئے تھے تاکہ شاید اس طرح تم متّقی بن جاؤ.

عزیزان گرامی!جیساکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خداوند متعال نے روزے کا فلسفہ تقوٰی کو قرار دیاہے یعنی روزہ تم پر اس لئے واجب قرار دیا تا کہ تم متقی بن سکو، پرہیز گار بن سکو.اور پھر روایات میں اسے روح ایمان کہا گیا .امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

أَبِي رہ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ اَلْهَمْدَانِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ حَمَّادٍ اَلرَّازِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ خَرَجَ رُوحُ اَلْإِيمَانِ مِنْهُ (۲)

جس شخص نے ماہ رمضان میں ایک دن روزہ نہ رکھا اس سے روح ایمان نکل گئی

یعنی روزے کی اہمیت اور اس کے فلسفہ کا پتہ اسی فرمان سے چل جاتا ہے کہ

روزے کے واجب قرار دینے کا مقصد ایمان کو بچانا ہے اوراسی ایمان کو بچانے والی طاقت کا دوسرا نام تقوٰی ہے

جسے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۳ میں روزے کا فلسفہ بیان کیا گیا.

تو یہ تقوٰی کیا ہے جسے پروردگار عالم نے روزے کا فلسفہ اور اس کا مقصد قرار دیا ہے ؟

روایات میں تقوٰی کی تعریف میں تین چیزیں بیان ہوئی ہیں :

۱۔ اطاعت پروردگار

۲۔ گناہوں سے اجتناب

۳۔ ترک دنی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

ما، (الأمالي للشيخ الطوسي) ، فِي وَصِيَّةِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِأَبِي ذَرٍّ: عَلَيْكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ فَإِنَّهُ رَأْسُ اَلْأَمْرِ كُلِّهِ

تمہارے لئے تقوٰی ضروری ہے اس لئے کہ ہر کام کا سرمایہ یہی تقوٰی ہے

حقیقت یہ ہے کہ ایسا روزہ جو انسان کو گناہوں سے نہ بچاسکے اسے بھوک و پیاس کا نام تو دیا جاسکتا ہے مگر روزہ نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ روزہ کا مقصد اور اس کا جو فلسفہ ہے اگر وہ حاصل نہ ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ جس روزہ کا حکم دیا گیا تھا ہم نے وہ نہیں رکھا، بلکہ یہ ہماری اپنی مرضی کا روزہ ہے جبکہ خدا ایسی عبادت کو پسند ہی نہیں کرتا جو انسان خداکی اطاعت کے بجائے اپنی مرضی سے بجا لائے ورنہ شیطان کو بارگاہ ربّ العزّت سے نکالے جانے کا کوئی جواز ہی رہتا چونکہ اس نے عبادت سے تو انکار نہیں کیا تھا ۔خطبہ شعبانیہ کے ذیل میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سےحضرت علی علیہ السلام نے پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

... قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فِى هَذَا الشَّهْرِ؟ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فِى هَذَا الشَّهْرِ الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ.. (۳)

...امیرالمؤمنین علیہ السّلام فرماتے ہیں :

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ !

اس مہینہ میں کونسا عمل افضل ہے ؟

فرمایا : اے ابوالحسن ! اس ماہ میں افضل ترین عمل گناہوں سے پرہیز یعنی تقوٰی الھی ہے.

نیز مولائے کائنات فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِكَثْرَةِ الِاسْتِغْفَارِ وَ الدُّعَاءِ فَأَمَّا الدُّعَاءُ فَيَدْفَعُ عَنْكُمْ بِهِ الْبَلَاءَ فَأَمَّا الِاسْتِغْفَارُ فَتُمْحَى بِهِ ذُنُوبُكُمْ . (۴)

ماہ رمضان میں کثرت کے ساتھ دعا اور استغفار کرو اس لئے کہ دعا تم سے بلاؤں کو دور کرتی ہے اور استغفار تمہارے گناہوں کے مٹانے کا باعث بنتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَاجْتَنَبَ فِيهِ اَلْحَرَامَ وَ اَلْبُهْتَانَ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ وَ أَوْجَبَ لَهُ اَلْجِنَانَ)(۵)

جو شخص ماہ رمضان کاروزہ رکھے اور حرام کاموں اوربہتان سے بچے تو خدا اس سے راضی اور اس پر جنّت کو واجب کردیتا ہے

اور پھر ایک دوسری روایت میں فرمایا :

وعن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال: " إن الجنة مشتاقة إلى أربعة نفر: إلى مطعم الجيعان، وحافظ اللسان، وتالي القرآن، وصائم شهر رمضان، "

وقال (صلى الله عليه وآله): " إن رمضان إلى رمضان، كفارة لما بينهما "

وقال: " أن الجنة لتزين من السنة إلى السنة، لصوم شهر رمضان ".

جنّت چار لوگوں کی مشتاق ہے:

۱۔ کسی بھوکے کو کھانا کھلانے والے

۲۔ اپنی زبان کی حفاظت کرنے والے

۳۔ قرآن کی تلاوت کرنے والے

٤۔ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والے(٦)

روزے کا فلسفہ یہی ہے کہ انسان حرام کاموں سے بچے اور کمال حقیقی کی راہوں کو طے کرسکے .رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

عَنْ جابر عَنْ أبى جَعْفَر علیه السلام قالَ، قالَ لی: يا جابِرُ ! مَنْ دَخَلَ عَلَيهِ شَهرُ رَمضانَ وَ صامَ نَهارَهُ وَ قامَ وَرْداً مِنْ لَيْلِهِ، وَ حَفِظَ لِسانَهُ وَ فَرجَهُ وَ غَضَّ بَصَرَهُ وَ كَفَّ اذانَهُ، خَرَجَ مِن الذُّنُوبِ كَيَومٍ وَلَدَتهُ أُمُّهُ. قالَ قُلْتُ: ما احَسَنَ هَذا مِنْ حَديث، جُعِلتُ فِداكَ. قالَ: ما اشَدَّ هَذا مِنْ شَرْطٍ. (۷)

ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں خدا وند متعال نے تم پرروزے واجب قرار دیئے ہیں پس جو شخص ایمان اور احتساب کی خاطر روزہ رکھے تو وہ اسی طرح گناہوں سے پاک ہو جائے گا جس طرح ولادت کے دن پاک تھا

ویسے بھی گناہ سے اپنے آپ کو بچانا اور حرام کاموسے دور رہنا مومن کی صفت ہے اس لئے کہ گناہ خود ایک آگ ہے جو انسان کے دامن کو لھی ہوئی ہو اور خدانہ کرے اگر کسی کے دامن کو آگ لگ جائے تو وہ کبھی سکون سے نہیں بیٹھتا جب تک اسے بجھا نہ لے اسی طرح عقل مند انسان وہی ہے جو گناہ کے بعد پشیمان ہو اور پھر

سچی توبہ کرلے اس لئے کہ معصوم تو ہم میں سے کوئی نہیں ہے لہذااگر خدانہ کرے غلطی سے کوئی گناہ کربیٹھے تو فورا اس کی بارگاہ میں آکر جکھیں ، یہ مہینہ توبہ کے لئے ایک بہترین موقع ہے کیونکہ اس میں ہر دعاقبول ہوتی ہے.آئیں اہل بیت علیہم السلام کا واسطہ دیں اورآئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کریں، یقینا خداقبول کرے گا .رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

فقام إليه رجل من همدان فقال: يا أمير المؤمنين زدنا مما حدثك به حبيبك في شهر رمضان فقال: نعم سمعت أخي رسول الله وابن عمي رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله يقول: من صام شهر رمضان فحفظ فيه نفسه من المحارم: دخل الجنة (٨)

جو شخص ماہ مبارک میں روزہ رکھے اور اپنے نفس کو حرام چیزوں سے محفوظ رکھے ، جنّت میں داخل ہوگا

امام صادق علیہ السلام روزہ کا ایک اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

سَأَلَ هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : عَنْ عِلَّةِ اَلصِّيَامِ فَقَالَ «إِنَّمَا فَرَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلصِّيَامَ لِيَسْتَوِيَ بِهِ اَلْغَنِيُّ وَ اَلْفَقِيرُ وَ ذَلِكَ أَنَّ اَلْغَنِيَّ لَمْ يَكُنْ لِيَجِدَ مَسَّ اَلْجُوعِ فَيَرْحَمَ اَلْفَقِيرَ لِأَنَّ اَلْغَنِيَّ كُلَّمَا أَرَادَ شَيْئاً قَدَرَ عَلَيْهِ فَأَرَادَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ خَلْقِهِ وَ أَنْ يُذِيقَ اَلْغَنِيَّ مَسَّ اَلْجُوعِ وَ اَلْأَلَمِ لِيَرِقَّ عَلَى اَلضَّعِيفِ فَيَرْحَمَ اَلْجَائِعَ» (٩)

خداوند متعال نے روزے اس لئے واجب قراردیئے تاکہ غنی وفقیربرابر ہو سکیں. اور چونکہ غنی بھوک کا احساس نہیں کرسکتا جب تک کہ غریب پر رحم نہ کرے اس لئے کہ وہ جب کوئی چیز چاہتا ہے اسے مل جاتی ہے.لہذا خدا نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی مخلوق کے درمیان مساوات برقرار کرے اور وہ اس طرح کہ غنی بھوک و درد کی لذت لے تاکہ اسکے دل میں غریب کے لئے نرمی پیداہو اور بھوکے پر رحم کرے

عزیزان گرامی! یہ ہے روزے کا فلسفہ کہ انسان بھوک تحمل کرے تاکہ اسے دوسروں کی بھوک و پیاس کا احساس ہو لیکن افسوس ہے کہ آج تو یہ عبادت بھی سیاسی صورت اختیار کر گئی ہے بڑی بڑی افطار پارٹیاں دی جاتی ہیں جن میں غریبوں کی حوصلہ افزائی کے بجائے ان کے بھوکے بچوں اور انہیں مزید اذیت دی جاتی ہے نہ جانے یہ کیسی اہل بیت علیہم السلام اور اپنے نبی کی پیروی ہو رہی اس لئے کہ دین کے ہادی تو یہ بتا رہے کہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ غریبوں اور فقیروں کی مدد کرو جبکہ ہم علاقہ کے ایم این اے اور ایم پی اے یا پیسے والے لوگوں کو دعوت کر رہے اور باقاعدہ کارڈ کیے ذریعہ سے کہ جن میں سے اکثر روزہ رکھتے ہی نہیں.

عزیزان گرامی !

روزہ افطار کروانے کا بہت بڑاثواب ہے لیکن کس کو؟

روزہ داراور غریب لوگوں کو ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ ان لوگوںکو افطار نہ کروائیںان کو بھی کروائیں لیکن خدارا غریبوں کا خیال رکھیں جن کا یہ حق ہے خداوندمتعال ہمیں روزے کے فلسفہ اور اس کے مقصد سے آگاہ ہونے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے .

اور اس با برکت مہینہ میں غریبوں کی مددکرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے .آمین یا ربّ العالمین

حوالہ:

1. . سورہ بقرہ: ۱۸۳
2. . وسائل الشیعہ۱۰:۲۵۱
3. . بحارالأنوار ٤٢: ١٩٠
4. . فروع کافی٤: ٨٨
5. . بحارالأنوار ٩٣: ٣٤٣

6. . مستدرک الوسائل - ج ۷ - ص۔٤٠٠
7. . تہذیب الاحکام : ٤: ١٥٢- [جامع الاحادیث، ص 222، الکافی، ج 2، ص 87.]
8. . فضائل الأشهر الثلاثة: ١٠٧ -
9. . وسائل الشیعہ ٧: ٣

https://alhassanain.org/urdu/?com=book&id=238&view=download&format=pdf